فتاویٰ امن پوری (قسط۸۳)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کسی کی منکوحہ نے خود کو مطلقہ بتا کر ایک لڑکے سے نکاح کیا، اس نے خلوت بھی اختیار کر لی، کیا مہر واجب ہو گا؟

جواب: یہ نکاح باطل ہے اور باطل نکاح میں بھی مہر واجب ہوتا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ، فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا .

''جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرتی ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اگر مرد اس کے ساتھ دخول کر لیتا ہے، تو اس عورت کو مرد کی طرف سے شرمگاہ کو حلال کرنے کے عوض حق مہر ملے گا۔''

(مسند إسحاق : 499، مسند الإمام أحمد : 165/6، مسند الحميدي : 228، مسند الطّيالسي (منحة :305/1)، سنن أبي داوٗد : 2083، سنن ابن ماجه : 1879، سنن الترمذي : 1102، السّنن الكبرىٰ للنسائي : 5394، مسند أبي يعلٰى : 2083، سنن الدّارقطني : 221/3، السنن الكبرىٰ للبيهقي : 105/7، وسندهٗ حسنٌ)

(سوال): عدت میں جو نکاح ہوا، کیا اس پر مہر واجب ہوگا؟

(جواب): اگرچہ عدت میں نکاح نہیں ہوتا، البتہ اگر عدت میں نکاح کر کے خلوت اختیار کرلی، تو مہر واجب ہوگا، کیونکہ باطل نکاح میں اگر مجامعت کرلی، تو مہر لازم ہو جاتا ہے۔

(سوال): ایک عورت سے نکاح کیا، مہر بھی ادا کر دیا، خلوت کے وقت عورت خنثیٰ مشکل نکلی، تو کیا شوہر مہر واپس لے سکتا ہے؟

(جواب): خنثیٰ مشکل سے نکاح نہیں ہوتا، تو جب مقاربت اختیار نہیں کی، تو مہر بھی واجب نہ ہوا۔

(سوال): ایک قریب المرگ نے مہر کے طور پر بیوی کے نام کچھ جائیداد منتقل کر دی، جس کی مالیت مہر کی مقدار سے زائد تھی، کیا حکم ہے؟

(جواب): جتنی جائیداد مہر کی مقدار سے زائد ہے، وہ وصیت کے حکم میں ہے اور ورثا کے لیے وصیت جائز نہیں۔ لہٰذا مہر کی مالیت سے زائد جائیداد کی بیوی مالکہ نہیں ہے۔

(سوال): عورت کا خاوند وفات پا گیا، مہر ادا نہیں کیا، عورت مہر کا مطالبہ کس سے کرے؟

(جواب): شوہر کے وکیل سے مہر کا مطالبہ کرسکتی ہے، وہ یہ رقم ترکہ سے ادا کرے گا۔

(سوال): مہر کی جو مقدار نکاح کے وقت بتائی گئی، وہ دینا ضروری ہے یا جو خفیہ طور پر رجسٹری کرائی گئی، وہ ادا کرنا ضروری ہے؟

(جواب): مہر کی جو مقدار نکاح کے وقت بتائی گئی، وہ ادا کرنا ضروری ہے، کیونکہ اسی مقدار پر ایجاب وقبول ہوا تھا۔

(سوال): نکاح کے وقت مہر معجّل ادا کرنے کا کہا گیا، مگر نکاح کے بعد عرصہ تک مہر ادا نہیں کیا، کیا عورت اپنے ولی کے گھر واپس آسکتی ہے اور کیا اس وجہ سے شوہر پر مقدمہ کر

کے اسے جیل بھیج سکتی ہے؟

(جواب): اگر مطالبہ پر شوہر مہر ادا نہیں کرتا، تو بیوی احتجاجاً اپنے والد کے گھر جا سکتی ہے، پھر بھی شوہر مہر ادا کرنے میں ٹال مٹول کرے، تو اسے تعزیزاً جیل بھجوایا جا سکتا ہے۔

(سوال): بیوی نے اپنی زندگی میں حق مہر معاف کر دیا، اس کی وفات کے بعد اس کے والدین پھر مہر کا مطالبہ کرتے ہیں، کیا حکم ہے؟

(جواب): مہر بیوی کا حق ہے، جب اس نے معاف کر دیا، تو وہ خود بھی دوبارہ مطالبہ نہیں کر سکتی، چہ جائیکہ اس کی وفات کے بعد والدین مطالبہ کریں۔

(سوال): اگر عورت نے مہر معاف کر دیا اور پھر انکار کر دیا، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): عورت نے ایک بار حق مہر معاف کر دیا، تو وہ دوبارہ مطالبہ کی مجاز نہیں۔

(سوال): حق مہر کی کل رقم پندرہ ہزار ہے، پانچ ہزار معجّل ادا کر دیا گیا اور باقی مؤجل ہے، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): کوئی حرج نہیں، البتہ باقی مہر ادا کرنا بھی شوہر پر واجب ہے۔

(سوال): نکاح کے وقت لڑکی والے لڑکے والوں سے حق مہر کے علاوہ بھی کچھ مال کا مطالبہ کرتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

(جواب): شرعاً یہ مطالبہ جائز نہیں۔

(سوال): بیوی نافرمان ہے، سمجھانے کے باوجود نہ سمجھی، تو اسے طلاق دے دی، کیا اسے حق مہر دینا واجب ہوگا؟

(جواب): نافرمان بیوی سے مجامعت ہوگئی، تو وہ مکمل مہر کی حق دار ہے۔

(سوال): تجدید نکاح میں مہر ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: ضروری ہے۔

سوال: کیا حق مہر کی شرعی مقدار دس درہم ہے؟

جواب: حق مہر کی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ مقدار شریعت نے مقرر نہیں کی، فریقین باہمی رضامندی سے جو طے کر لیں، اسے مہر مقرر کیا جا سکتا ہے۔ کم سے کم دس درہم حق مہر کے متعلق روایات اُصول محدثین کے مطابق پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتیں۔

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا مَهْرَ دُونَ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ .

''دس درہموں سے کم کوئی حق مہر نہیں۔''

(سنن الدّارقطني : 245/3، مسند أبي يعلى الموصلي : 2094، الكامل لابن عدي : 418/6، السّنن الكبرى للبيهقي : 133/7)

یہ جھوٹی روایت ہے۔

① مبشر بن عبید بالاجماع ''متروک و کذاب'' ہے۔

❁ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُهُ أَحَادِيثُ مَوْضُوعَةٌ، كِذْبٌ .

''اس کی بیان کردہ احادیث من گھڑت اور جھوٹی ہیں۔''

(العِلَل ومعرفة الرّجال برواية عبد الله بن أحمد : 2639)

❁ امام جوزجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُهُ بَوَاطِيلُ . ''اس کی احادیث جھوٹی اور باطل ہیں۔''

(أحوال الرِّجال : 303)

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ ثقہ راویوں سے منسوب من گھڑت اور جھوٹی روایات بیان کرتا ہے۔البتہ اس کی حدیث کو بطور تعجب لکھا جا سکتا ہے۔''

(كتاب المَجروحين : 30/3)

❁ امام بخاری رحمہ اللہ نے ''منکر الحدیث'' کہا ہے۔

(التّاريخ الكبير : 1960)

❁ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ، يَضَعُ الْحَدِيثَ .

''یہ متروک الحدیث ہے، حدیثیں گھڑتا تھا۔''

(سنن الدّارقطني : 237/4)

❁ نیز مذکورہ روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ، أَحَادِيثُهُ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ .

''متروک الحدیث ہے، اس کی احادیث منکر ہیں۔''

(سنن الدّارقطني : 245/3)

❁ اس روایت کے بعد امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهُ بَاطِلٌ، كَانَ لَا يَرْوِيهِ غَيْرُ مُبَشِّرٍ .

''اس کی سند باطل ہے۔اسے سوائے مبشر بن عبید کے کوئی بیان نہیں کرتا۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرِّجال : 418/7)

❁ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ عَلٰى تَرْكِ حَدِيثِهِ .

''مبشر بن عبید کے متروک الحدیث ہونے پر محدثین کا اجماع ہے۔''

(معرفة السنن والآثار : 218/10، الخلافيّات : 156/6)

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِسْنَادُهُ وَاهٍ، فِيهِ مُبَشِّرُ بْنُ عُبَيْدٍ، وَهُوَ كَذَّابٌ .

''اس کی سند ضعیف ہے۔اس میں مبشر بن عبید ''کذاب'' موجود ہے۔''

(الدّراية : 62/2)

② حجاج بن ارطاۃ جمہور محدثین کے نزدیک ''ضعیف ومدلس'' ہے۔

❀ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُثْبِتُهُ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ .

''اس حدیث کو کوئی بھی محدث ثابت نہیں مانتا۔''

(الاستذكار : 411/5)

علامہ زیلعی حنفی (نصب الرایہ:۳/۱۹۹) اور علامہ ابن ہمام حنفی (فتح القدیر:۳/۳۱۹) نے اس حدیث کو ''ضعیف'' قرار دیا ہے۔

ثابت ہوا کہ اس روایت کا دار و مدار مبشر بن عبید جیسے کذاب اور حجاج بن ارطاۃ جیسے ضعیف راوی پر ہے۔اس کے باوجود دار العلوم دیو بند کے شیخ الحدیث ، جناب انور شاہ کشمیری صاحب کہتے ہیں:

''رہی احناف کی دلیل،تو ہمارے اکثر اصحاب دارقطنی کی حدیث سے دلیل پکڑتے ہیں کہ دس درہم سے کم مہر نہیں۔میں (انور شاہ) کہتا ہوں کہ اس کی

سب سندوں میں حجاج بن ارطاۃ راوی ہے، جو کہ متکلم فیہ ہے۔ میں اس سے حجت نہیں پکڑتا، اگرچہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کی روایات کو ''حسن''، بلکہ بعض مواقع پر ''صحیح'' بھی قرار دیا ہے۔''

(العَرف الشّذي، تحت الحديث :1111 ، فيض الباري : 532/5)

شاہ صاحب کی دیانت علمی ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے اس روایت کی سب سندوں میں موجود سخت جھوٹے راوی مبشر بن عبید کا ذکر تک نہیں کیا، بلکہ یہ باور کرایا کہ اس میں صرف حجاج بن ارطاۃ کا ضعف ہے۔

احناف کا یہ مؤقف کہ حق مہر کم از کم دس درہم ہونا ضروری ہے، بے دلیل ہے۔

تنبیہ بلیغ:

اس روایت کو ائمہ محدثین نے منکر قرار دیا ہے۔ اس لیے ابن ہمام حنفی (۸۶۱ھ) نے امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک سند گھڑی اور اس کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دیا۔ نیز کہا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس سند کو ''حسن'' کہا ہے۔ سند یہ ہے:

قَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ : حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَوْدِيُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ قَالَ : حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ : سَمِعْت جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ : قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : وَلَا مَهْرَ أَقَلَّ مِنْ عَشْرَةٍ .

(فتح القدير : 186/3)

❀ ابن ہمام کی اس کاروائی پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے شاگرد حافظ سخاوی رحمہ اللہ پکار اٹھے:

قَدْ كَانَ شَخْصٌ نَقَلَ لِي ذٰلِكَ عَنْ شَيْخِنَا فَأَنْكَرْتُهُ، فَلَمَّا رَأَيْتُ كَلَامَ ابْنِ الْهَمَّامِ حَارَ فِكْرِي فِي ذٰلِكَ وَقَدْ أَمْعَنْتُ فِي التَّفْتِيشِ عَلَيْهِ فَلَمْ أَظْفُرْ بِهٖ .

''ایک شخص نے ہمارے شیخ (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ) سے یہ بات میرے سامنے نقل کی، میں نے انکار کر دیا، لیکن جب میں نے اس بارے میں ابن ہمام حنفی کا کلام دیکھا، تو میرا ذہن پریشان ہو گیا اور میں نے اس بارے میں گہری تفتیش کی، پھر بھی مجھے (ابن حجر رحمہ اللہ کی مرویات و کتب میں) یہ روایت نہیں ملی۔''

(تنزيه الشّريعة لابن عرّاق : 207/2، الأجوبة المرضية للسّخاوي : 59/1)

ابن ہمام کی وضع کردہ سند بھی ضعیف ہی ہے، اس میں عباد بن منصور ناجی جمہور ائمہ حدیث کے نزدیک ''ضعیف و مختلط'' ہے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

لَا صَدَاقَ أَقَلُّ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ .

''دس درہم سے کم مہر نہیں ہے۔''

(سنن الدّارقطني : 200/3، السنن الكبرى للبيهقي : 261/8)

اس کی سند سخت ضعیف ہے۔ داود بن یزید اودی جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ اسے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ''ضعیف الحدیث''، امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ''ضعیف'' اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔ (سوالات البُرقاني : 137)

امام علی بن مدینی، امام ابو حاتم، امام ابن حبان رحمہم اللہ نے بھی مجروح قرار دیا ہے۔ امام عبد الرحمٰن بن مہدی اور امام یحییٰ بن سعید قطان رحمہما اللہ اس سے روایت ہی نہیں لیتے تھے۔

متاخرین میں سے حافظ ابن الجوزی، حافظ ہیثمی، حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

البتہ امام ابن عدی رحمہ اللہ (الکامل: ۸۱/۳) نے اس کی توثیق کی ہے، جو جمہور کے خلاف ہونے کی وجہ سے قبول نہیں۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قول کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَقَّنَ غِيَاثُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ دَاوُدَ الْأَوْدِيَّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلِيٍّ :

لَا مَهْرَ أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ، فَصَارَ حَدِيثًا .

''غیاث بن ابراہیم (سخت جھوٹے راوی) نے داود اودی کو شعبی کے واسطہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول تلقین کیا کہ دس درہم سے کم مہر نہیں ۔ یہ قول ہی آہستہ آہستہ حدیث بن گیا۔''

(سنن الدّارقطني : 200/3، السّنن الكبرى للبيهقي : 240/7، وسندهٗ حسنٌ)

❀ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَوَوْا عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ شَيْئًا لَا يَثْبُتُ مِثْلُهُ .

''انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ایسی بات روایت کی، جو ثابت نہیں۔''

(السّنن الكبرى : 240/7، معرفة السنن والآثار للبيهقي :217/1، وسندهٗ صحيحٌ، الأم للشّافعي : 60/5)

پس ثابت ہوا کہ یہ قول ثابت نہیں۔

❀ سیدنا علی رحمہ اللہ سے ہی منسوب ہے:

لَا يَكُونُ الْمَهْرُ أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ .

''مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہے۔''

(سنن الدّارقطني : 200/3)

سند سخت ضعیف ہے۔

① جعفر بن محمد بن مروان قطان کے متعلق امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ مِمَّن يُّحْتَجُّ بِحَدِيثِهٖ .

''اس کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جا سکتی۔''

(سؤالات الحاكم : 7)

❀ نیز ''ضعیف'' بھی کہا ہے۔

(سنن الدّارقطني : 264/2)

❀ حافظ بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ يَجْمَعُ مَجْهُولِينَ وَضُعَفَاءَ .

''اس سند میں مجہول اور ضعیف راوی جمع ہیں۔''

(السنن الكبرى : 261/8)

② محمد بن مروان قطان کے بارے میں امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شَيْخٌ مِّنَ الشِّيعَةِ، حَاطِبُ لَيْلٍ، لَا يَكَادُ يُحَدِّثُ عَنْ ثِقَةٍ، مَتْرُوكٌ .

''یہ شیعہ شیخ تھا۔ حاطب لیل (بغیر تحقیق و تنقیح کے ہر طرح کی روایات بیان کرنے والا) تھا۔ ثقہ راویوں سے کم ہی روایت کرتا تھا۔ یہ متروک ہے۔''

(سؤالات البرقاني : 458)

③ جویبر بن سعید بلخی ''متروک'' ہے۔

✿ اسے امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''متروک'' کہا ہے۔

(الضّعفاء والمتروکون: 147)

نیز امام یحییٰ بن معین، امام ابو حاتم، امام ابو زرعہ، امام نسائی، امام ابن عدی اور جمہور محدثین کرام رحمہم اللہ نے بھی ''ضعیف'' اور ''متروک'' کہا ہے۔

④ امام دارقطنی رحمہ اللہ اپنے استاذ علی بن الحسن شیبانی کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ يَكْذِبُ . ''وہ جھوٹ بولتا تھا۔''

(سؤالات الحاکم: 252)

✿ حافظ حسن بن محمد خلال رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ضَعِيفٌ، تَكَلَّمُوا فِيهِ . ''ضعیف ہے، محدثین نے اس پر جرح کی ہے۔''

(تاریخ بغداد للخطیب: 238/11)

اس کو صرف حافظ ابوعلی نیسابوری نے ''ثقہ'' کہا ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ان کا رد کیا، لہٰذا یہ راوی ''ضعیف'' ہی ہے۔

⑤ اسماعیل بن یسع ''مجہول'' ہے۔

⑥ عاصم بن عمر کی تعیین وتوثیق درکار ہے!

ان وجوہ کی بنا پر روایت باطل ہے۔

✿ مولانا تقی عثمانی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

''لیکن قرآن وحدیث کے پورے ذخیرے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث کے علاوہ کسی بھی حدیث میں مہر کی کوئی مقدار مروی نہیں۔''

(درس ترمذی: 392/3)

ثابت ہوا کہ مہر کی کم از کم مقدار دس درہم مقرر کرنا درست نہیں۔

۞ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ اس شخص کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جو دس درہم حق مہر پر شادی کرتا ہے:

قَدْ كَانَ الْمُسْلِمُونَ يَتَزَوَّجُونَ عَلٰى أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ وَأَكْثَرَ .

''مسلمان (صحابہ وتابعین) اس سے کم اور زیادہ مقدار حق مہر پر نکاح کیا کرتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 187/4، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ صالح بن مسلم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ : رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِدِرْهَمٍ قَالَ : لَا تَصْلُحُ إِلَّا بِثَوْبٍ أَوْ بِشَيْءٍ .

''میں نے امام شعبی رحمہ اللہ سے عرض کیا: اگر کوئی شخص ایک درہم مہر کے عوض نکاح کرلے،تو؟ فرمایا: کپڑے یا کسی بھی چیز کے عوض نکاح درست ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 187/4، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

''فریقین راضی ہوں،تو تھوڑے حق مہر،خواہ وہ کی ایک انگوٹھی ہو، پر نکاح کے جواز کی صحیح ،صریح اور محکم سنت کو ایک غیر ثابت اثر اور فاسدترین قیاس کی وجہ سے رد کر دیا گیا ہے۔قرآن کریم نے عمومی طور پر فرمایا ہے: ﴿أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ﴾(النّساء : 24)''تمہارے لیے اپنے مالوں کے عوض نکاح کرنا جائز ہے۔''نیز فریقین کی رضامندی کی صورت میں تھوڑے یا زیادہ مال کے

بدلے خرید وفروخت پر قیاس بھی اسی بات کا متقاضی ہے۔ (احناف نے حق مہر کو قطع ید پر قیاس کیا ہے۔) حالانکہ کہاں نکاح اور کہاں چوری؟ کہاں شرمگاہ کی حلت اور کہاں چوری میں ہاتھ کاٹنا؟ کئی بار یہ بات ذکر کی جا چکی ہے کہ سب سے بہترین قیاس اہل حدیث ہی کرتے ہیں، کیونکہ جتنا کوئی شخص حدیث کے قریب ہوگا، اتنا ہی اس کا قیاس زیادہ صحیح ہوگا اور جتنا کوئی شخص حدیث سے دور ہوگا، اتنا ہی اس کا قیاس فاسد ہوگا۔''

(إعلام المؤقعين عن ربّ العالمين: 330/2)

یادرہے کہ کم ازکم دس درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹنے کے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں، لہٰذا اس پر قیاس کر کے کم ازکم دس درہم مقرر کرنا علم کی بات نہیں۔

❀ بعض لوگ بہ طور دلیل یہ آیت پیش کرتے ہیں:

﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ﴾ (الأحزاب: 50)

''ہم نے ظاہر کر دیا ہے جوان پر ان کی بیویوں کے بارے میں فرض کیا ہے۔''

اس میں لفظ فرض اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مہر کی مقدار شرعاً مقرر ہے۔ اس لیے کہ فرض کے معنی مقرر کرنے کے آتے ہیں۔

(درس ترمذی: 392/3)

اس آیت میں مہر کی بات کہاں سے آ گئی؟ یہ تخصیص بلا دلیل ہے۔ قرآن وحدیث میں مہر کی کم ازکم مقدار مقرر نہیں۔ آیت کریمہ میں حقوق و واجبات، نان ونفقہ، حسن سلوک اور حسن معاشرت کی بات ہو رہی ہے۔ یا زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ بیک وقت بیویوں کی تعداد مقرر کر دی گئی ہے کہ ایک وقت میں زیادہ سے زیادہ چار بیویاں رکھی جا سکتی

ہیں یا عورتوں سے نکاح ان کے ولی کی اجازت کے ساتھ کرنا فرض ومقرر کر دیا گیا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ اگر مہر بھی ان چیزوں میں شامل کرلیا جائے، تو یہ آیت مجمل ہے۔ حدیث جابر جوموضوع ومن گھڑت ہے، وہ اس کے لیے بیان کی حیثیت نہیں رکھتی۔ کوئی مسلمان یہ نہیں کہتا کہ قرآن کریم کے اجمال کی تفصیل من گھڑت اور جھوٹی روایات سے کی جائے۔ قرآن کریم نے مہر تو مقرر کر دیا ہے، لیکن اس کی کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ مقدار مقرر نہیں کی۔ احادیث بھی عموم پر دلالت کرتی ہیں۔ جمہور سلف صالحین کے عمل سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ مہر کی کم سے کم مقدار مقرر نہیں۔

۞ علامہ عبدالحیٔ لکھنوی حنفی صاحب لکھتے ہیں:

''بعض اُصولیوں نے ذکر کیا ہے کہ آیت کریمہ میں حق مہر کو مجمل طور پر اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے اور خبر واحد میں اس اجمال کا بیان اور تفصیل ہے۔ لیکن یہ بات مخدوش ہے، کیونکہ یہاں ''ما'' موصولہ سے مہر مراد نہیں، جیسا کہ اس کے بعد ''وماملکت ایمانہم'' کے ازواج پر عطف سے معلوم ہوتا ہے اور فرض کے معنی حقیقۃً یہاں ایجاب ووجوب کے ہیں، مقرر کرنے کے نہیں۔ اور اس سے عورتوں کا نان ونفقہ اور دیگر حقوق مراد ہیں، جیسا کہ مفسرین کرام نے کہا ہے۔ تاویلات کا دروازہ تو بڑا وسیع ہے، اسے کھولنا مناسب نہیں، بلکہ سلامتی اسی میں ہے کہ تاویلات کا دروازہ بند کر دیا جائے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ ہمارے حضرات نے کم سے کم حق مہر کی مقدار دس درہم مقرر کرنے کی کوئی شافی دلیل پیش نہیں کی، لہٰذا قرآن پاک کے مطلق حکم پر ہی عمل واجب ہے۔ یہ قول اگرچہ حنفیہ کے مخالف ہے، لیکن قول فیصل یہی ہے۔''

(ظفر الامانی، ص172)

۞ نیز لکھتے ہیں:

''اولاً دس درہم کی تعیین کے بارے جتنی روایات ہیں، وہ تمام ضعیف اور نا قابل استدلال ہیں اور علامہ عینی نے جو یہ کہا ہے کہ یہ تمام احادیث کثرت طرق کی بنا پر درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہیں، وہ قطعاً صحیح نہیں، کیونکہ ان میں ضعف شدید ہے اور کوئی سند بھی کذاب اور متہم بالکذب جیسے راوی سے خالی نہیں۔ ثانیاً بہت سے صحیح احادیث ان کے خلاف ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دس درہم سے کم بھی حق مہر جائز ہے۔ ثالثاً یہ احادیث قرآن مجید کے مطلقاً حکم کے بھی خلاف ہیں اور ان کے نزدیک قرآن کی تخصیص صحیح خبر واحد سے بھی جائز نہیں، چہ جائیکہ ضعیف خبر واحد سے تخصیص کی جائے۔''

(عمدۃ الرعایہ: 33/2)

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی حنفی کی یہ عبارات فضیلۃ الشیخ علامہ ارشادالحق اثری حفظہ اللہ کی تالیف ''مسلک احناف اور مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ'' سے نقل کی گئی ہیں۔

تنبیہ:

حدیث جابر کی ایک ہی سند ہے، جس میں مبشر بن عبید راوی بالاتفاق ''متروک'' ہے۔ لہٰذا یہ کہنا کہ یہ روایت کثرت طرق کی بنا پر درجہ حسن کو پہنچ جاتی ہے، بہت ہی عجیب وغریب بات ہے۔

فائدہ: حق مہر کی تین صورتیں ہیں؛

① نکاح کے وقت ہی ادا کر دیا جائے۔ اسے مہر معجّل کہتے ہیں۔

② نکاح کے وقت مقرر کرلیا جائے اور بعد میں ادا کیا جائے، اسے مہر غیر معجّل کہتے ہیں۔

③ وقت نکاح حق مہر کی مقدار مقرر نہ کی جائے اور بعد میں دیا جائے، اسے نکاح تفویض کہتے ہیں، یہ بالا جماع جائز ہے۔اس صورت میں مہر مثل ادا کرنا ہوگا۔مہر مثل سے مراد وہ مہر ہے، جو دلہن کی بہنوں اور دادھیالی خاندان کی عورتوں کو دیا گیا ہو۔

حق مہر کی کم از کم کوئی مقدار مقرر نہیں۔ باہمی رضا مندی سے جو بھی چیز حق مہر میں مقرر کرلی جائے، اس کے بدلے نکاح درست اور جائز ہے۔

❀ امام ابن منذر رحمہ اللہ (۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

لَا نَعْلَمُ حُجَّةً تُثْبِتُ صَدَاقًا مَّعْلُومًا، لَا يَجُوزُ غَيْرُهُ.

''ہمیں ایسی کوئی دلیل معلوم نہیں، جو مہر طے کرتی ہو، کہ اس مقدار کے علاوہ مہر جائز نہ ہو۔''

(الإشراف على مذاهب العلماء :36/1)

سوال: کیا بالغہ کے ولی کو رخصتی سے پہلے حق مہر وصول کرنے کا اختیار حاصل ہے؟

جواب: ولی رخصتی سے پہلے شوہر سے نابالغہ بچی کے حق مہر کا مطالبہ کرسکتا ہے اور مہر ادا نہ کرنے کی صورت میں رخصتی سے روک سکتا ہے، البتہ مہر کی رقم کا حق دار ولی نہیں، بلکہ اس کی بیٹی ہے۔

سوال: ایک بیوی کا مہر زیادہ اور دوسری کا کم ہوسکتا ہے یا دونوں کا برابر ہونا ضروری ہے؟ اور کیا یہ عدل کے خلاف تو نہیں؟

جواب: ہر عورت کا مہر اس کی حیثیت کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ ہر بیوی کا مہر ایک

جیسا ہونا ضروری نہیں اور اس میں فرق ناانصافی نہیں۔ البتہ نکاح کے بعد تمام بیویوں پر خرچ کرنے میں برابری ضروری ہے اور اس میں فرق کرنا ناانصافی ہے۔

سوال: منکوحہ اپنے شوہر سے مہر کی رقم جب چاہے وصول کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: مہر عورت کا حق ہے، وہ اپنے حق کا مطالبہ جب چاہے کر سکتی ہے۔

سوال: جس مہر پر نابالغہ کا نکاح ہوا، کیا ولی بعد میں مہر کی مقدار کم کر سکتا ہے؟

جواب: جب تک لڑکی بالغہ نہیں ہو جاتی، ولی مہر کی مقدار کم کر سکتا ہے، البتہ بلوغت کے بعد اگر لڑکی مہر کی اس مقدار پر نکاح قائم نہیں رکھنا چاہتی، تو خیار بلوغ کے ذریعے نکاح فسخ کر سکتی ہے اور اگر لڑکی بالغہ ہو چکی ہے، تو اس کا ولی مہر کی رقم میں کمی نہیں کر سکتا۔

سوال: نکاح کو ابھی چھ ماہ سے کم عرصہ گزرا اور بچہ پیدا ہو گیا، کیا عورت مہر کی حق دار ہوگی؟

جواب: اگر بچہ نکاح کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا، تو وہ شوہر کا سمجھا جائے گا اور اگر چھ ماہ سے کم عرصہ میں پیدا ہو جائے، تو شرعاً ناجائز سمجھا جائے گا۔ بہرصورت مہر واجب ہوگا۔

سوال: اگر بیوی شوہر سے کہے کہ ''اگر تم مجھ سے ہم بستر ہوئے، تو اپنی ماں سے ہم بستر ہوئے۔'' کیا یہ طلاق ہوگی یا نہیں؟

جواب: طلاق شوہر کا وظیفہ ہے۔ بیوی کے ان الفاظ کے ساتھ طلاق نہیں ہوتی، بیوی کا یہ کلام لغو ہے، اس سے نکاح میں حرج واقع نہیں ہوتا۔

سوال: رخصتی سے پہلے شوہر فوت ہو جائے، تو کیا بیوی مہر کی حق دار ہوگی؟

جواب: رخصتی سے پہلے شوہر فوت ہو جائے، تو بیوی مکمل مہر کی حق دار ہوگی اور چار ماہ دس دن عدت گزارے گی، نیز شوہر کی وارث بنے گی۔

(سوال): بیوہ کہتی ہے کہ شوہر نے زندگی میں مجھے فلاں مکان بطور مہر دے دیا، جبکہ ورثاء اس کا انکار کرتے ہیں، تو کیا حکم ہے؟

(جواب): قاضی قرائن اور شواہد کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کرے گا۔

(سوال): بیوی نے شوہر کو مہر معاف کر دیا، پھر جب شوہر قریب المرگ تھا، تو اس نے اپنا ایک مکان بیوی کو دے دیا، کیا حکم ہے؟

(جواب): جب بیوی نے شوہر کو حق مہر معاف کر دیا، تو اب مہر کی ادائیگی شوہر کے ذمہ نہ رہی اور جو مکان قریب الموت شوہر نے بیوی کو دیا، اس کا حکم وصیت والا ہے اور وصیت ورثا کے لیے جائز نہیں، لہٰذا وہ مکان بیوی کو نہیں ملے گا، بلکہ ترکہ میں شامل ہوگا۔

❀ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطٰى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهٗ فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ .

''اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے، لہٰذا اب کسی وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔''

(سنن أبي داوٗد: 2870، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۱۲۰) نے ''حسن'' کہا ہے اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۹۴۹) نے صحیح قرار دیا ہے۔

(سوال): مہر معجّل اور مؤجل کا حکم کیا ہے؟

(جواب): دونوں مہر کی ادائیگی شوہر پر لازم ہے۔

(سوال): کیا خلوت سے پہلے عورت مہر مؤجل کا مطالبہ کر سکتی ہے؟

(جواب): خلوت صحیحہ سے پہلے عورت مہر مؤجل کا مطالبہ نہیں کر سکتی۔ مہر مؤجل طلاق

یا وفات شوہر کی صورت میں طلب کیا جائے گا۔

(سوال): مہر مثل میں کس کا اعتبار ہوگا؟

(جواب): مہر مثل میں عورت کی قریبی عورتوں کا اعتبار ہوگا۔

(سوال): نکاح کے وقت مہر کے معجّل یا مؤجل ہونے کی بات طے نہیں ہوئی، تو مہر معجّل لازم ہوگا یا مؤجل؟

(جواب): اصل یہ ہے کہ مہر کی ادائیگی معجّل ہو۔ غیر معجّل یا مؤجل ادا کرنا فریقین کی باہمی رضامندی پر موقوف ہے، تو جب مہر ادا کرنے کا وقت طے نہیں ہوا، تو اسے معجّل ہی سمجھا جائے گا، لہٰذا لڑکی مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

(سوال): جب مہر کرنسی کی صورت میں ہو، تو کس کرنسی کا اعتبار ہوگا؟

(جواب): رائج الوقت کرنسی کا اعتبار ہوگا، جیسے پاکستان میں روپیہ رائج ہے، تو جب مہر کی رقم پانچ ہزار طے ہوگی، تو مراد پانچ ہزار روپے ہوں گے نہ کہ پانچ ہزار ریال یا پاؤنڈ۔

(سوال): نکاح کے بعد شوہر مفلس ہوگیا اور نکاح کے وقت جو مہر طے کیا، اسے ادا کرنے سے قاصر ہے، کیا عدالت اس کا مہر کم کر سکتی ہے یا نہیں؟

(جواب): مہر بیوی کا حق ہے، تو جب تک بیوی اپنا حق کم نہیں کرتی، تو شوہر کے ذمہ مکمل مہر کی ادائیگی ضروری ہے، عدالت مہر کم نہیں کر سکتی۔

(سوال): بنات رسول ﷺ کے حق مہر کی مقدار کیا تھی؟

(جواب): اس بارے میں کچھ ثابت نہیں۔

(سوال): نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج کو کتنا مہر دیا؟

(جواب): نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کے لیے پانچ سو درہم مہر مقرر فرمایا۔

(صحيح مسلم : 1426)

لونڈی کی آزادی کو بھی حق مہر بنانا ثابت ہے۔

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ، وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اوران کی آزادی کو ہی ان کا حق مہر بنادیا۔''

(صحيح البخاري : 5086، صحيح مسلم : 1365)

سوال: کیا حق مہر میں زیادتی مستحب ہے؟

جواب: غالی حق مہر مقرر کرنا مستحسن نہیں، البتہ زیادہ سے زیادہ مہر مقرر کیا جاسکتا ہے۔

سوال: مہر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت افضل ہے یا اپنی حیثیت سے دینا؟

جواب: مہر میں اپنی حیثیت کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

سوال: فاحشہ عورت جو شوہر کے گھر سے بھاگ جائے، کیا وہ حق مہر کی مستحق ہوگی؟

جواب: جب نکاح کے بعد خلوت صحیحہ ہو چکی ہے، تو عورت مکمل مہر کی حق دار ہوگی، خواہ وہ زانیہ ہو یا فاحشہ۔ زنا سے حق مہر ختم نہیں ہوتا۔

سوال: کیا شوہر مہر موجل ادا کیے بغیر رخصتی کرا سکتا ہے؟

جواب: کرا سکتا ہے۔

سوال: کیا لڑکی رخصتی سے پہلے مہر معجّل میں تصرف کر سکتی ہے؟

جواب: مہر لڑکی کا حق ہے، وہ اس میں جب چاہے تصرف کر سکتی ہے۔